حالات مولانا ابوالخیر بھیروی

مُرتّب

احمد القادری

ناشر

اَنجمن اَمجدیہ اَہلِ سُنّتَ

بھیرہ ولید پور ضلع مئو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین الصطفیٰ

الحمدللہ! ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء جمعہ کی مبارک تاریخ تھی جس روز حافظ ملت علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں نوجوانان اہل سنت بھیرہ کی ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا۔اس کا نام انجمن اہل سنت والجماعت رکھا گیا۔

۱۳۸۱ھ سے ۱۳۹۷ھ کے درمیان اس انجمن نے کئی نمایاں کام انجام دیے اس کے چند متحرک افراد کے نام یہ ہیں:

(۱) جناب حکیم مولوی نذیر احمد صاحب بھیروی

(۲) جناب صوفی محمد صابر صاحب اشرفی

(۳) جناب حافظ وقاری محمد امین صاحب

(۴) جناب عبدالشکور صاحب قادری

(۵) جناب ماسٹر محمد یونس صاحب

(۶) جناب الحاج عبدالشکور صاحب دکھن پورہ

(۷) جناب محمد یٰسین صاحب

(۸) جناب عبدالغنی صاحب

(۹) جناب الحاج عبدالحفیظ صاحب، وغیرہم

۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۷۷ء شب پنج شنبہ مسلمانان بھیرہ کی ایک جنرل میٹنگ ہوئی جس میں جدید انتخاب عمل میں آیا۔ صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (متوفیٰ ۱۳۶۷ھ) کی طرف نسبت کرتے ہوئے انجمن کا نام "انجمن امجدیہ اہل سنت" بھیرہ متعین ہوا۔

یہاں ایک دینی درس گاہ کی شدید ضرورت تھی جہاں نونہالان اسلام کو خاطر خواہ دینی تعلیم وتربیت دی جاسکے، اس کی ضرورت کا احساس سبھی کو تھا، خاص طور سے انجمن مذکور نے اس کا احساس کیا اور اپنے اغراض ومقاصد کے ساتھ دینی درس گاہ کی تعمیر کا منصوبہ بنایا۔

وہیں سے انجمن کی نشأۃ ثانیہ اور اس کی پیہم جدوجہد کا آغاز ہوتا ہے۔

حسب تجویز ۶/ رجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۳/ جون ۱۹۷۸ء سہ شنبہ کو ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں:

(۱) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب شہزادۂ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ

(۲) عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب جانشینِ حافظِ ملت علیہ الرحمہ

(۳) فقیہ اجل حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی نائب مفتی اعظم ہند

(۴) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

(۵) خطیبِ مشرق حضرت مولانا قمرالزماں صاحب مصباحی سکریٹری جنرل، ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ

(۶) فاضلِ جلیل حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی صدرالمدرسین مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ

(۷) فاضلِ نوجوان حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی صدرالمدرسین دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڑھ

(۸) یادگار چراغ ربانی، جناب شاہ ارشاد احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ، کاملیہ ولید پور وغیرہم شریک تھے اور ان کے مبارک ہاتھوں سے ایک دینی علمی ادارے کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی عربی یونیورسٹی مبارک پور (۱۳۱۲ھ/م ۱۳۹۶ھ) اور بھیرہ کے مشہور زمانہ بزرگ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر فاروقی بھیروی رحمۃ اللہ علیہما کی یاد میں اس کا نام "مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم" رکھا گیا۔

تعمیر کے بعد بتاریخ ۲۷ / ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۴ / مارچ ۱۹۸۰ء

شب شنبہ بعد مغرب علما ومشائخ کے مبارک ہاتھوں سے اس کا افتتاح ہوا۔ اس وقت سے یہ مدرسہ مصروفِ تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو خوب ترقی عطا فرمائے اور مسلک اہل سنت کی نشر واشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

آمین، یا رب العلمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین، علیہ الصلوۃ والتسلیم۔



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ، نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِه الْکَرِیْم

حضرت مولانا شاہ ابوالخیر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۰۰۸ھ۔وصال ۱۱ شوال ۱۰۵۹ھ)

مولانا شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کا شمار ان بزرگان ہند میں ہوتا ہے جن کے علم وفضل ،زہدوتقویٰ ،طہارت و پاکیزگی اور رشدوہدایت سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔جن کی جہاں تاب کرنوں سے ہزاروں گم گشتہ راہوں نے راہ راست پائی اورجادۂ مستقیم پر گامزن ہوئے۔

حضرت شاہ شمس الدین حیدری اپنی معرکۃ الآرا کتاب ”مناقب غوثی“(۱) میں ان کی مدح سرائی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”آں کاشف اسرار دقائق وآں واقف اشارات حقائق ،آں ممتاز بخلعت اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ آں سرفراز بمناصب ”العلماء ورثۃ الانبیاء“ بے قیل وقال آں سالک مقامات تجرید آں مستغرق مشاہدات توحید، مصفا از آلایش غیر، وے جد کلاں حضرت مرشد حقیقی (مولانا ابوالغوث گرم دیوان شاہ) است۔شانے عظیم وحالے قوی ونفسے بابرکت وتصرفے کامل داشت۔انوار صلاحیت وآثار عروج مدارجات از بشرہ مبارک اوتاباں۔

وہ باریک رازوں کے کھولنے والے حقائق کے اشاروں کے واقف کار،

حدیث پاک ”میری امت کے اولیا بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں“ کی خلعت سے ممتاز، حدیث پاک ”علما انبیا کے وارث ہیں“ کے منصب سے سرفراز، بے چون و چرا مقامات تجرید پر چلنے والے، توحید کے مشاہدوں میں مستغرق اور غیر کی آلائش سے پاک وصاف تھے وہ مرشد حقیقی (حضرت مولانا ابوالغوث گرم دیوان شاہ) کے دادا ہیں۔ بڑی شان، قوی حال، بابرکت نفس اور پورا پورا تصرف رکھتے تھے۔ صلاحیت وآثار کی کرنیں اور مدارج کی سربلندیاں ان کے روئے مبارک سے تابندہ تھیں۔

اس اعتبار سے آپ کی خصوصیت اور بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سے لے کر اولاد و اخلاف تک ہر ایک اپنی جگہ رشد و ہدایت کا آفتاب و ماہتاب نظر آتا ہے۔

آپ خالص عربی النسل اور قریشی ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب چوبیسویں پشت میں جاکر خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ جو ذیل کے نسب نامہ سے ظاہر ہے۔

سلسلۂ نسب

مولانا شاہ ابوالخیر

ابن شاہ ابوسعید

ابن شیخ معرف ثانی

ابن شیخ عثمان

ابن شیخ محمد ماہ

ابن شیخ چاند

ابن شیخ معروف اول

ابن شیخ مشید

ابن شیخ محمد مخدوم

ابن شیخ خضر محمد

ابن شیخ غیاث الدین

ابن شیخ تاج الدین

ابن شیخ عزالدین

ابن شیخ نعمان

ابن شیخ فرخ شاہ

ابن شیخ مسعود

ابن شیخ واعظ الاصغر

ابن شیخ واعظ الاکبر

ابن شیخ ابوالفتح

ابن شیخ اسحاق

ابن شیخ ابراہیم

ابن حضرت ناصر شاہ

ابن حضرت عبداللہ

ابن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ۔(مناقب غوثی)

جائے پیدائش

ضلع اعظم گڑھ یوپی کا مشہور صنعتی گاؤں آستانہ بھیرہ کو آپ کی جائے

پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ اعظم گڑھ شہر سے قریباً پچیس کلو میٹر پورب اور تحصیل محمد آباد گوہنہ سے تین کلو میٹر اتر دریائے ٹونس کے کنارے آباد ہے۔ دریائے ٹونس اس آبادی کے اطراف کو گھیر کر پر فضا اور راحت بخش بناتا ہے۔

مشرق و مغرب میں اس کا طول البلد ۸۳/درجہ ۱۸/دقیقہ اور شمالی وجنوب میں عرض البلد ۲۶/درجہ ۶/دقیقہ ہے۔

اس کے آباد ہونے کی صحیح تاریخ کا پتا نہیں چلتا البتہ آثار وقرائن اور تاریخ سے اتنا ضرور پتا لگتا ہے کہ آج سے چھ سو سال قبل ۸۰۰ھ میں آستانہ بھیرہ آباد تھا۔ اسی قریبی زمانہ میں ابراہیم شاہ شرقی (زمانۂ حکومت ۸۰۴ھ تا ۸۴۴ھ) سلطانِ جون پور کی جانب سے شیخ مشید کو اسے بطور جاگیر دیا گیا تھا۔ پھر ان کا خاندان جون پور سے منتقل ہو کر آستانہ بھیرہ مستقل طور پر آباد ہو گیا۔ یہیں سے اس کی تاریخ کتابوں میں ملتی ہے۔

"دیار پورب میں علم اور علما" میں یہ بھی ملتا ہے کہ دیار پورب میں (جو لکھنو، فیض آباد، جون پور، اعظم گڑھ وغیرہ علاقوں کو شامل ہے) سب سے پہلا مدرسہ بھیرہ، ضلع اعظم گڑھ میں قائم ہوا۔ البتہ یہاں کے بزرگوں اور شیوخ سے اس کے آباد ہونے کی ایک روایت نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچتی ہے کہ کسی زمانہ میں دو بزرگ سفر کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے۔ اس زمانہ میں یہ علاقہ ایک گنجان جنگل کی شکل میں تھا انھیں یہ جگہ فرحت بخش معلوم ہوئی۔ سکونت کا ارادہ ہو گیا۔ پانی کی تلاش میں نکلے، سامنے سے انھیں ایک بھیگا ہوا کتا دکھائی پڑا، اب انھیں قریب میں کہیں پانی ہونے کا یقین ہو گیا۔ کچھ دُور جا کر جھاڑیوں کے بیچ صاف وشفاف پانی کی ایک چھوٹی سی نہر بہتی نظر آئی جو آج "ٹونس ندی" کے نام سے اس علاقے کو سیراب کرتی ہے۔ دیکھتے ہی ان کی

خوشیوں کی انتہا نہ رہی اور انھوں نے گوشہ نشین ہو کر عبادت الٰہی کے لیے یہ جگہ پسند فرمالی، اور مستقل طور پر یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ بعد میں چل کر یہی جگہ رفتہ رفتہ آبادی میں تبدیل ہو گئی۔ سلطان پور نام پڑا۔لیکن گردش لیل ونہار نے اسے مٹا کر "**بھیرہ**" مشہور کر دیا۔(۲)

خاندانی حالات

حضرت شیخ خضر محمد فاروقی علیہ الرحمہ جنھوں نے دہلی کو اپنے ورودِ مسعود سے سرفراز فرمایا۔شیخ الشیوخ حضرت رکن الدین عالم ملتانی (متوفّی ۷۳۵ھ) کے خلیفہ تھے۔ان کا مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

ان کے فرزند حضرت مخدوم شیخ محمد علیہ الرحمہ کو پدرِ بزرگوار ہی سے اجازت وخلافت حاصل تھی والدِ محترم کے وصال کے بعد کسی وجہ سے خاطر برداشتہ ہو کر دہلی سے جون پور منتقل ہو گئے۔ اور وہاں کے کسی ویرانہ میں درخت کے نیچے قیام پذیر ہو گئے کچھ دنوں بعد موسم برسات آ گیا۔لیکن بہت دنوں تک بارش نہیں ہوئی، قحط پڑ گیا،۔ سلطانِ وقت ابراہیم شاہ شرقی کے پاس رعایا خشک سالی کی شکایت لے کر حاضر ہوئی۔خود سلطان بھی اس سلسلے میں بڑے متفکر تھے، اس وقت کے بزرگانِ دین اور درویشوں سے دعا کی درخواست کی۔ ایک روشن ضمیر مجذوب نے فرمایا۔جن کی کرامتوں سے سلطان خود ان کا بڑے معتقد تھے۔

اے بادشاہ! خدا کا ایک برگزیدہ ولی، عمارت ومکان کے بغیر درخت کے سایہ میں قیام پذیر ہے،تو بارش کیسے ہو؟ اس کو تکلیف پہنچے گی۔

سلطان نے اس فقیر کی تلاش شروع کرائی۔لوگوں نے ان کا روئے مبارک دیکھ کر،جس سے ولایت کے انوار درخشاں تھے پہچان لیا۔سلطان نے

خود دست بستہ حاضر بارگاہ ہوکر وہاں عمارت بنانے کی درخواست پیش کی، لیکن وہ درخواست قبول نہ ہوئی انجام کار بہ ہزار منت ایک چھپر ڈالنے پرراضی کرلیا۔ جب چھپر تیار ہوگیا۔ رخصت مانگ کر سلطان محل کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ ہی میں تھے کہ زوردار بارش شروع ہوگئی، بڑی مشکل سے وہ اپنے محل تک پہنچے۔

اس کرامت سے سلطان اور سبھی ارکانِ دولت بڑے متأثر ہوئے اور دل سے ان کی بزرگی وولایت کے معترف ہوگئے۔ اکثر سلطان ان کی بارگاہ میں حاضری دیتے۔ ہرطرف سے خلق خدا نیاز حاصل کرنے ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگی، ہرقسم کے لوگ ان کی بارگاہ میں عجز ونیاز اوراخلاص کے ساتھ پیش آنے لگے۔ اوران کا شہرہ دور، دور تک پہنچ گیا، یہاں تک کہ شہر کے دوسرے مشاہیر کا چرچا کم ہوگیا۔

شیخ سَدّو کو جواس وقت گروہِ مشاہیر کا سردار تھا ان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت پسند نہ آئی۔ حسد کی آگ اس کے دل میں جلنے لگی اوران کی عزت کم کرنے کی فکر میں لگ گیا تاہم زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔

ایک دن ایک گوالے کی عورت دودھ لے کران کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اوردودھ قبول کرنے کی التجا کی، اور کہا کہ اگر قبول فرمائیں تو بقدر استعداد روزانہ بارگاہ میں دودھ پہنچاتی رہوگی، قدرے تامل کے بعد آپ نے فرمایا تو قومِ ہنود سے ہے جو ہمارے دین ومذہب کے برخلاف ہے۔ اگر اپنے افعال اور مذہب سے تائب ہوکر دین محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبول کرلے تو مضائقہ نہیں۔ وہ بوڑھی عورت ان کے جمالِ نورانی پر دل سے شیفتہ تھی، فوراً کلمۂ شہادت پڑھ کر داخلِ اسلام ہوگئی۔ کچھ دنوں تک روزانہ بدستور دودھ لاتی رہی۔ اتفاقاً اس کو مرض الموت

لاحق ہو گیا، اور اس جہاں سے کوچ کر گئی۔

چونکہ وہ اپنے متعلقین اور اہل خانہ سے پہلے طریقہ پر ملتی جلتی تھی سب نے اس کو اپنی رسم کے مطابق جلانا چاہا۔ یہ خبر حضرت کی خدمت میں پہونچی۔ خادموں سے فرمایا کہ جا کر اس کے متعلقین کو جلانے سے روکو اور کہو کہ وہ مسلمان ہے مسلمانوں کے طریقہ پر تجہیز و تکفین ہونا چاہیے۔ انہوں نے مخالفت کی اور اس پر راضی نہ ہوئے۔ معاملہ بڑھ گیا۔ اور قاضی شہر تک مقدمہ پہونچا۔ قاضی نے اس کا ثبوتِ اسلام دو گواہوں کی شہادت پر موقوف کیا۔ حضرت نے فرمایا بات بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ مردہ اگر خود اپنے مسلمان ہونے کی گواہی دے دے تو کیا ہی بہتر ہو۔ سب حاضرین نے یہ عجیب و غریب دعویٰ بڑا پسند کیا۔ حضرت نے خود اس کے جنازہ کے نزدیک کھڑے ہو کر کہا۔

اے مسلمان! اگر تو اپنے مسلمان ہونے کی تصدیق کر دے اور کلمہ شہادت اپنی زبان پر جاری کر لے تو مخلوق کو تیرے مسلمان ہونے کا یقین ہو جائے گا کہ تو مسلمان ہے۔ اس عورت نے اپنا سر کفن سے نکالا اور الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، پڑھ کر پھر اپنا سر کفن میں ڈال لیا۔ حضرت نے باجماعت نمازِ جنازہ ادا کر کے شریعت کے مطابق دفن کر دیا۔

اس عجیب و غریب کرامت کے ظہور سے پورے شہر اور اطراف و جوانب میں غلغلہ بلند ہوا۔ سلطان تمام خواص و خدام کے ساتھ اکثر آستانہ پر حاضری دیتے۔

شیخ سدو کی شیخی کا بازار بڑا خراب ہو گیا۔ اس کی آتشِ حسد بھڑک اٹھی، ان کی دشمنی پر کمر بستہ ہو گیا۔ جب نقصان پہونچانے کا کوئی چارہ نہیں دیکھا اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکی، تو اس نے زبانی اخلاص کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ اس نے اپنی لڑکی کے رشتے کے لئے ان کے فرزند، حضرت شیخ مشید کا انتخاب کیا اور

بڑی لجاجت سے بار بار درخواست کی، حضرت نے آخر کار اس کی درخواست بیٹے کے حق میں قبول کر لی۔ جب شیخ سدّو کی بیٹی ان کے حرم میں داخل ہوئی، تو اس کو آپ پر قابو پانے کی ایک راہ ہاتھ آ گئی۔ اس نے اپنی ایک ہمراز دایہ بیٹی کے ساتھ لگا دی۔

ایک دن اس نے دایہ سے حضرت کے معمولات پوچھے اس نے بتایا کہ جمعہ کے دن نماز کے لئے جاتے وقت مجھ سے تیل مانگ کر چند قطرے اپنے کان میں ڈالتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے تھوڑا سا تیل دیا اور کہا کہ معمول کے مطابق جب تم سے تیل مانگیں تو یہی دے دینا۔ اس کی وجہ سے تمام متعلقین وخدام سے زیادہ تمہاری محبت ان کے دل میں بیٹھ جائے گی۔ وہ ناقص العقل اس کے فریب کو نہ سمجھ سکی، اس کے کہنے کے مطابق کیا جوں ہی حضرت نے وہ تیل کان میں ڈالا، بے ساختہ زبان مبارک سے نکلا "تیر سدو در کارشد" رضينا بقضاء الله تعالیٰ" سدو کا تیر کارکر گیا۔ (ہم اللہ تعالیٰ کی قضا سے راضی ہیں) مرض بڑھ گیا اور تیسری جمادی الاولیٰ کو محبوب حقیقی سے جا ملے۔

سلطان تعزیت کے لئے آئے، اور شیخ مشید کو ان کا جانشین بنایا، بکمال نیاز مندی آستانہ بھیرہ کو دیگر موضعات کے ساتھ جاگیر کر دیا۔

شیخ مشید، شیخ معروف، شیخ چاند، شیخ محمد ماہ، شیخ عثمان، شیخ معروف ثانی، شیخ ابوسعید تمام حضرات اولیاء کاملین سے تھے۔

ولادت:

شاہ ابوالخیر قدس سرہ، نورالدین محمد جہانگیر کے عہد سلطنت ۱۰۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام، ان کی ولادت سے بہت پہلے ان کے والد کی ولادت کے

دن ہی رکھ دیا گیا تھا۔واقعہ یوں ہے کہ جس دن ان کے والد کی ولادت ہوئی ان کے دادا حضرت شیخ معروف ثانی قدس سرہ کو خبر کی گئی ،حضرت شیخ اس وقت کسی کتاب کا مطالعہ کررہے تھے۔فرزند کا نام معلوم کرنے کے لئے کتاب میں غور کرنے لگے۔ نام نکلا ابوسعید، ابوالخیر فرمایا کہ اس کا نام ابوسعید ہے۔حق تعالیٰ اسے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔اس کا نام ابوالخیر ہوگا۔

حالات:

تھوڑی ہی مدت میں علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کرکے زبردست عالمِ زمانہ ہوگئے۔علمِ ظاہر کے ساتھ علمِ باطن کے بھی حامل تھے۔ ہمیشہ صلاح وتقویٰ کے پابند ہے۔میر سید شیر محمد برہان پوری قدس سرہٗ کے مرید تھے۔شہاب الدین محمد شاہجہاں کے اوائل عہد سلطنت میں دہلی کے اندر تشریف ارزانی رکھتے تھے،شاہ ابوالخیر کے علم و بزرگی کا آوازہ ، دور،دُور تک جا پہونچا تھا،امیر الامراء نواب شائستہ خاں دہلی میں حضرت کی آمد سے بہت مسرور ہوئے۔اوران کے نزول اجلال کو خاص انعا مِ الٰہی سمجھتے ہوئے بڑی عقیدت کے ساتھ بوقتِ فرصت پابندی سے ان کی خدمت میں بیٹھتے،احادیث ،تفسیر ،صوفیائے کرام کے رموز واشارات، اور اصطلاحات ان سے سیکھتے۔ امیر الامراء نے ان کی خدمت میں اپنی تندہی اوران سے حسن اعتقاد کے باعث شاہجہاں کو بھی مشتاقِ ملاقات بنادیا ۔بادشاہ حاضر بارگاہ ہوکر ملاقات سے بہت مسرور ہوئے ۔نواب شائشتہ خاں کے مشورہ پر سلطان اکثر درخواست کیا کرتے تھے۔کہ کوئی منصب یا بطور نذر کچھ دیہات قبول فرمائیں مگر حضرت شیخ نے کبھی التفات نہ فرمایا۔لیکن بعض حضرات جو شیخ سے کوئی رشتہ رکھتے تھے اپنے تعارف میں اسی کو ذریعہ بنا کر بادشاہ تک

پہونچے اور وہاں امتیازی حیثیت حاصل کی۔

ترکِ دنیا اور شان استغنا کا سبب یوں پیدا ہوا کہ سلطان ایک دن حضرت شیخ کے پیر مرشد شاہ میر قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت میر اس وقت سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ اور حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ بھی اس وقت ساتھ تھے۔ سلطان نے کچھ نقد حضرت شاہ میر کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا، قبول نہ فرمایا۔ جب سلطان نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے حضرت شیخ ابوالخیر کی طرف اشارہ کیا، کہ اس ہدیہ کے مستحق یہ ہیں کہ جنہوں نے طرح طرح کی مشقتوں سے علم حاصل کر کے اسے آبروئے بیجا کی خاطر صرف کرتے ہیں۔ یہ بات کمالِ غیرت سے حضرت شیخ ابوالخیر کے دل میں گھر کر گئی۔ دنیاوی تعلقات بالکل منقطع کر دیا۔ اور راہ سلوک میں آزادانہ اور مردانہ قدم رکھا۔ خود کو مشقت خیز مجاہدات و ریاضات میں ڈال دیا۔ اور کمالِ استغنا کے باعث کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔

منقول ہے کہ امیر الامراء کی والدہ اپنے زمانہ کی پارسا اور صالحہ بی بی تھیں۔ اس جاہ واحتشام کے باوجود سب سے بے تعلق ہو کر اپنی روزی چرخہ چلا کر حاصل کیا کرتی تھیں اور اس پیشے میں اتنی مشقت اور محنت کرتیں کہ ضروری خرچ سے زیادہ مبلغ بچ رہا۔ حضرت شاہ ابوالخیر کی خدمت میں نذر کے طور پر قبول کرنے کی درخواست کی کہ ہدیہ خاص حلال کمائی سے ہے۔ ع گر قبول افتدز ہے عز وشرف۔

مگر ہمت وحوصلہ کا استقلال اور اپنے مشرب پر اقامت، اس درجہ ہوگئی تھی ، کہ اس پاکباز کی درخواست بھی شرف قبول سے ہمکنار نہ ہوسکی۔

بے زاد وراحلہ سفر حج کا ارادہ کر لیا، امیر الامراء نے گزارش کی اس خادم دیرینہ کا جہاز بیت اللہ کی سمت جایا کرتا ہے۔ حکم ہو تو اس کے ملازموں کو تاکید کردی جائے کہ حضرت اسی جہاز سے تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا، وائے

برہمت وے در راہ دوست وسیلۂ غیر درمیان آرد۔

ترجمہ: (افسوس اس کی ہمت پر جو دوست کے راستے میں غیر کا ذریعہ بیچ میں لائے) آخر ان کی درخواست پر توجہ نہ کی اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کچھ دن وہاں مقیم رہ کر وطن کو واپسی اختیار کی ۔لباسِ استغنا میں ولید پور تشریف لائے۔ اور سلطان پور میں جو اس وقت بھیرہ کے نام سے مشہور ہے۔ اقامت اختیار کی۔

عقد:

تین بیویاں رشتۂ زوجیت میں منسلک ہوئیں۔

(۱) شیخ عبداللہ کی لڑکی، شیخ عبداللہ قدوۃ العارفین، شیخ اسماعیل چڑیا کوٹی کے فرزند سے ہیں۔ان کا مزار مبارک چڑیا کوٹ میں حاجت روائے خلق ہے۔اُس بیوی سے مخدوم شاہ اسماعیل بھیروی قدس سرہٗ پیدا ہوئے۔

(۲) شیخ محمد کی لڑکی ملا محمود جون پوری کی بہن۔ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۳) شیخ محمود قریشی بائسی مبارک پور کی لڑکی ان سے بھی کوئی فرزند باقی نہ رہا ۔حق تعالیٰ نے شیخ ابوالخیر علیہ الرحمہ کو تصرفات اور کرامات سے نوازا تھا۔ ایام رحلت قریب ہوئے حضرت نے معاملہ اور مراقبہ میں اسے جان لیا، گفتگو میں اکثر فراق کی باتیں زبانِ مبارک پہ آجاتیں۔ گھر کے بیرونی صحن میں برگد کا نوساختہ درخت بہت سایہ دار اور موزوں تھا، خود حضرت ہی نے اسے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ بیٹھنے کے لئے اسی درخت کے نیچے ایک چبوترہ آراستہ کر لیا تھا، ایک دن چند محرم راز دوستوں کے ساتھ وہیں کھڑے تھے عصا دستِ مبارک میں تھا، اسی چبوترہ پر قبر کے برابر ایک خط کھینچا دوستوں نے اس وقت اس حرکت کو محض خیال

سمجھا، آخر اسی دن بستر مرض پر آرہے۔ اگرچہ مرض کی حرارت کوئی مہلک نہ تھی کہ اس سے کسی کو پریشانی ہو۔ لیکن اسی روز کی صبح ۱۱رشوال ۱۰۵۹ھ میں بعمر اکاون سال اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حجابِ جسمانی سے آزاد ہوکر محبوبِ حقیقی کے وصال سے شرف یاب ہوئے۔

خلفِ رشید حضرت شیخ اسماعیل بھیروی قدس سرہ کے پاس قبر کے بارے میں کوئی وصیت نہ تھی اس لئے مقامِ قبر کے تعین میں فکر مند تھے۔ وہ حضرات جو چبوترہ پر خط کھینچنے کے وقت حاضر تھے، انہوں نے صورتِ حال بیان کی۔ حضرت شیخ اسماعیل نے خود توجہ فرمائی تو وہ خط ملاحظہ کیا اور احتیاط کے ساتھ لوازم تدفین میں فوراً مصروف ہو گئے۔ مرقد منور پر نور الٰہی کے لمعات درخشاں ہیں۔

ان کے فرزند حضرت شاہ مخدوم اسماعیل علیہ الرحمہ مادر زاد ولی تھے۔ اکثر خوارقِ عادت کرامتیں صادر ہوئیں۔ ان کا مزار مبارک مولانا ابوالخیر علیہ الرحمہ (بھیرہ) کے پہلو میں ہے (۳)۔

(از مناقب غوثی ص ۲۱۰ ص ۲۲۵ ملخصا)

حضرت مخدوم اسماعیل علیہ الرحمہ کے فرزند حضرت محمد شاہ علیہ الرحمہ اور ان کے فرزند مولانا ابوالغوث گرم دیوان شاہ علیہ الرحمہ ہیں۔ جن کا مزار مبارک "لہرا" قربِ مبارک پور میں ہے۔ ابوالغوث گرم دیوان شاہ علیہ الرحمہ کے فرزند حافظ شیخ عبدالعلیم علیہ الرحمہ کی اولاد دھاواں ضلع غازی پور میں ہے ایک سال پہلے اس خاندان کے بزرگ شاہ فخرالدین علیہ الرحمہ رونق افروز تھے جو بلاشبہ اَسلاف کی یادگار کہے جاسکتے ہیں۔ ۱۳۹۸ھ میں وہ بھی اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ ایک جید عالم دین مولانا شمس الضحیٰ صاحب مصباحی پرنسپل مدرسہ چشمۂ رحمت اورینٹل کالج غازی پور، ان کے برادران اور ان کے والد گرامی حکیم شرف

الدین صاحب دھاواں میں ہیں۔اور حکیم شرف الدین صاحب کے چچا شاہ رحیم اللہ علیہ الرحمہ بانی مدرسہ رحیمیہ و مدفون بھیرہ کے فرزندوں میں مولانا شاہ محمد فضل حق صاحب ان دنوں کراچی میں اور شاہ محمد فضل حق صاحب کے فرزند دھاواں میں موجود ہیں۔

حواشی

[(۱) یہ کتاب [مناقب غوثی] شاہ ابوالغوث گرم دیوان شاہ علیہ الرحمہ(۱۱۰۰ھ- ۱۱۷۸ھ) کے حالات پر مشتمل ہے اور ضمناً ان کے آباو اجداد اور وطن کے کچھ احوال بھی قید تحریر میں آ گئے ہیں۔اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے شاہ ابوالغوث علیہ الرحمہ کے خلیفہ شاہ شمس الدین حیدری علیہ الرحمہ نے ان کی زندگی ہی میں تحریر فرمایا ہے ابھی غیر مطبوعہ ہے اس کا ایک قلمی نسخہ شاہ فخر الدین فاروقی غازی پوری علیہ الرحمہ(متوفی ۱۳۹۸ھ) ساکن دھاواں ضلع غازی پور کے پاس موجود تھا جس کی نقل برادر محترم مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتہم نے شعبان ۱۳۹۷ھ میں وہاں غازی پور مولانا حافظ قاری محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی کے مکان پر رہ کر، پوری کتاب نقل کر لی تھی۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے،اس کا عکس میرے پاس بھی موجود ہے۔احمد القادری]

[(۲) تذکرہ علمائے ہند فارسی،از مولوی رحمان علی]

[(۳) وہ محلہ آپ ہی کی طرف نسبت کر کے مخدوم پورہ کے نام سے مشہور ہے اور انھیں کے نام سے انجمن مخدومیہ بھیرہ منسوب ہے۔جس کا قیام ۱۱ر ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۸۴ء کو عمل میں آیا۔مزاراتِ مشائخ بھیرہ کی حفاظت وصیانت کرنا اس کے خاص مقاصد ہیں۔

احمد القادری مصباحی
ساکن بھیرہ پوسٹ ولید پور، ضلع مئو، یوپی، ہند

مشہور مشائخ بھیرہ، ولید پور

جن کے حالات کتب تواریخ میں ملتے ہیں

۱- **حضرت شیخ معروف ثانی**

وصال: ۱۶/ ذی قعدہ، بزمانۂ شہنشاہ اکبر

۲- **حضرت شیخ ابو سعید بھیروی**

وصال: ۱۲/ ذی الحجہ، بزمانۂ شاہ جہاں

۳- **حضرت مولانا شاہ ابوالخیر بھیروی**

ولادت: ۱۰۰۸ھ وصال: ۱۱/ شوال ۱۰۵۹ھ

۴- **حضرت مولانا مخدوم شاہ اسماعیل بھیروی**

ولادت ۲۲/ رمضان ۱۰۳۴ھ متوفیٰ ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۶ھ،

۵- **حضرت شیخ محمد شاہ ثانی بھیروی**

متوفیٰ ۱۵/ صفر ۱۱۱۴ھ

۶- **حضرت مولانا ابوالغوث گرم دیوان شاہ بھیروی**

ولادت ربیع الآخر ۱۱۰۰ھ متوفیٰ ۲۵/ جمادی الآخرہ ۱۱۷۸ھ

۷- **حضرت مولانا حافظ شاہ محمد اسحاق بھیروی**

متوفی ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء

۸- **حضرت مولانا محمد علی ابن شاہ عبدالعلیم بھیروی**

متوفی بزمانۂ معین الدین اکبر شاہ ثانی (م ۱۲۵۳ھ)

۹- **حضرت مولانا احسان علی واعظ بھیروی**

متوفی ۱۳۰۰ھ

۱۰- حضرت مولانا علی احمد بھیروی

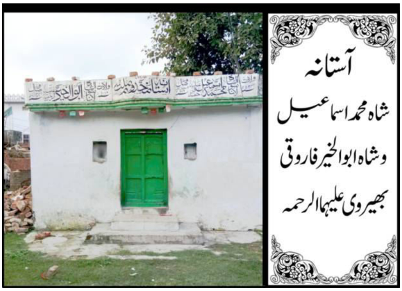
ولادت ۱۲۲۹ھ متوفی ۱۶/صفر ۱۳۱۷ھ

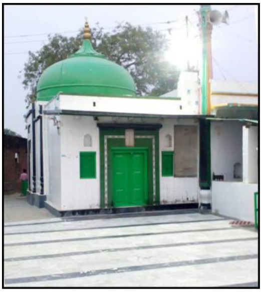
۱۱- حضرت مولانا عزیز احمد ابن مولانا علی احمد بھیروی

متوفی ۱۳۱۰ یا ۱۳۱۵ھ

۱۲- حضرت مولانا محمد کامل ولید پوری

ولادت ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء متوفی ۷/جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ





تالیفات

علامہ نصر اللہ رضوی علیہ الرحمہ ناظم اعلیٰ انجمن امجدیہ اہل سنت بھیرہ

(ولادت:۱۵فروری۱۹۵۶ءوفات:۴رمحرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۹رنومبر ۲۰۱۳ء، سنیچر)

[۱] ایضاح حقیقت-------------------مطبوعہ
[۲] حاشیہ مؤطا امام محمد مترجم------------غیر مطبوعہ
[۳] سیدنا عبدالوہاب جیلانی کا مدفن بغداد نا گور----مطبوعہ
[۴] حاشیہ سراجی (عربی)---------------مطبوعہ
[۵] قواعد میراث-------------------مطبوعہ
[۶] بہار جاوداں (حاشیہ گلستاں)-----------مطبوعہ
[۷] ضوفشاں (حاشیہ بوستاں)------------مطبوعہ

تالیفات

مولانا عبدالحلیم نوری عزیزی علیہ الرحمہ نائب صدر انجمن امجدیہ اہل سنت بھیرہ

(ولادت ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء وفات: ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ ۲۵رجنوری ۲۰۱۷ء)

[۱] برہان عزیزی	ہندی	مطبوعہ
[۲] حقوق مصطفی	اردو	غیر مطبوعہ
[۳] شرح شمائل ترمذی	اردو	غیر مطبوعہ
[۴] منظومات کا مجموعہ	اردو	غیر مطبوعہ

(بحوالہ تذکرہ علمائے بھیرہ از مولانا محمد ابوالوفا رضوی)

علامہ محمد احمد مصباحی صدر انجمن امجدیہ بھیرہ کی تصانیف

۱-تدوین قرآن--------------------اردو
۲-امام احمد رضا اور تصوف-------------//
۳-تنقید معجزات کا علمی محاسبہ------------//
۴-شادی اور آداب زندگی--------------//
۵-مواہب الجلیل لتجلیۃ مدارک التنزیل ۱۴۲۹ھ-----عربی
۶-حدوث الفتن وجہاد اعیان السنن ۱۳۲۱ھ---------//
۷-حاشیہ جدالممتار الجزء الثانی--------------//
۸-امام احمد رضا کی فقہی بصیرت-------------اردو
۹-معین العروض--------------------//
۱۰-فرائض وآداب متعلم ومعلم-------------//
۱۱-خلفاے راشدین اور اسلامی نظام اخلاق-------//
۱۲-رسم قرآنی اور اصول کتابت-------------//
۱۳-رہنماے علم وعمل-----------------//
۱۴-شرک کیا ہے--------------------//
۱۵-نواے دل (مجموعہ خطبات)-----------اردو
۱۶-امام احمد رضا اور جہان علوم ومعارف (ترتیب وتحقیق) اردو
۱۷-مقالات صدر العلما---------------زیر ترتیب